

خطاب
وزیر خارجہ بری رائڈ کلنٹن
بہ اجلاس فورم فار فیوچر

3. نومبر 2009
مراکش، مراکش

وزیر خارجہ کلنٹن میرے لیے آپ کے ساتھ مل کر بات چیت کرنا بڑی مسرت کا باعث ہے، اور میں خاص طور سے گورنر - سرکاری وزراء اور معاشرے کے اہم افراد کے ایک ساتھ بیٹھ کر مشترکہ دلچسپی کے امور پر بات کرنے کی اہمیت کو سمجھتی ہوں۔ ہو سکتا ہے کہ ایسا موقع شاندار نادر ہی آتا ہو، لیکن ایسا ہونا نہیں چاہیے کیوں کہ ہمارا مقصد یہ ہے کہ ہم ایک دوسرے کی بات سنیں، اس سے کچھ سیکھیں، اور نئے طریقے دریافت کریں تاکہ ہم ان لوگوں کی بھلائی کے لیے جن کی ہم نمائندگی کرتے ہیں، شراکت داروں کی طرح کام کر سکیں۔

آپ سب کی طرح، مجھے بھی مراکش کے لوگوں کی شاندار میزبانی اور فراخدلی کا ذاتی طور پر تجربہ ہوا ہے۔ اور کل، شاہ محمد چہارم کے ساتھ میٹنگ میں، مراکش میں ہونے والی ترقی کے لیے تعریف کے اظہار کا موقع ملا۔ خاص طور سے وہ اصلاحات جن کے ذریعے عورتوں کو نئی آزادی ملی ہے جو اب اپنی بے مثال صلاحیتیں جمہوری اداروں کو مضبوط بنانے، اقتصادی ترقی کو تیز کرنے، اور سول معاشرے میں ہونے والے کام کو وسعت دینے کے لیے استعمال کر رہی ہیں۔

دس سال پہلے اس خوبصورت ملک کا میں نے جو دورہ کیا تھا، اس کے دوران میں مراکش کے بہت سے شہریوں سے ملی تھی۔ مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ مجھے ایک ناخواندہ باپ کی بات سننے کا موقع ملا تھا جو اپنی نوجوان بیٹی کے ڈاکٹر بننے کے خواب کو پورا ہوتے دیکھنا چاہتے تھے۔ مجھے پریز گار مذہبی عورتوں سے ملنے کا موقع ملا تھا جو مقامی کونسلوں میں عورتوں کے حقوق کی علمبردار بن گئی تھیں۔ اس قسم کی مثالوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ مراکش کے تجربے میں ایسی بہت سی چیزیں ہیں جن سے ہم آج کل اپنی کوششوں میں راہنمائی حاصل کر سکتے ہیں۔

پانچ مہینے قبل، قاہرہ میں صدر اوباما نے امریکہ اور دنیا بھر میں آباد مسلمانوں کے درمیان ایک نئے آغاز پر زور دیا تھا، ایک ایسے تعلق پر جو چند سیاسی اور سیکیورٹی کے مسائل پر توجہ مرکوز کرنے کے بجائے، مکمل اور جامع ہو، ایک ایسا تعلق جو حکومت اور عوام کے درمیان شراکت داری پر قائم ہو، ایسا تعلق جو طویل عرصے تک قائم رہے۔ یہ وہ اہم الفاظ تھے جو صدر اوباما نے قاہرہ میں ادا کیے، اور ان کی تقریر سے دنیا بھر میں جوش و خروش پیدا ہو گیا۔ ان کی بات بہت سے لوگوں نے غور سے سنی اور پوچھا کہ ہم آپ کے لیے کیا کر سکتے ہیں، اور امریکہ، تم ہمارے لیے کیا کر سکتے ہو؟ صدر اوباما نے جو تصور پیش کیا ہے وہ امریکہ کی پالیسی کے نئے انداز میں کس طرح ظاہر ہوگا؟ اور یہ نیا طریقہ لوگوں کی روز مرہ زندگی میں کس طرح با معنی تبدیلیاں لائے گا؟

صدر اوباما اور میں، دونوں، جانتے ہیں کہ اصل اہمیت نتائج کی ہے، پُر شکوہ الفاظ کی نہیں۔ اقتصادی اختیار، تعلیم، علاج معالجے کی سہولتیں، توانائی اور کریڈٹ تک رسائی، تمام کمیونٹیوں کی خوشحالی کے لیے یہ بنیادی عناصر ہیں۔ اور امریکہ چاہتا ہے کہ ٹھوس اقدامات کے ذریعے ان مشترکہ آرزوؤں کی تکمیل کی کوشش کرے۔ ہم جانتے ہیں کہ حقیقی ترقی ایک معاشرے کے اندر سے آتی ہے، اور اسے باہر سے مسلط نہیں کیا جا سکتا۔ ہم یہ بھی جانتے ہیں کہ تبدیلی راتوں رات واقع نہیں ہوتی۔ اس لیے ہم اپنی توانائیاں ایسے منصوبوں پر مرکوز نہیں کریں گے جو صرف ایک بار کے لیے ہوں، بلکہ ہم حکومت میں اور سول سوسائٹی میں مقامی گنجائش پیدا کرنے، اور پائیدار تبدیلی لانے کے لیے مقامی تنظیموں، اور افراد کو با اختیار بنانے کی کوشش کریں گے۔

میں نے اپنے ملک کے سفارت خانے سے کہا ہے کہ وہ مقامی کمیونٹیوں کے ساتھ رابطہ قائم کرے اور ایسی تجاویز طلب کرے جن کے ذریعے امریکہ بہتر شراکت دار بن سکتا ہے۔ میں نے پہلی بار، مسلمان کمیونٹیوں کے لیے امریکہ

کے خصوصی نمائندے کا بھی تقرر کیا ہے۔ ہم نے یہاں جو خیالات سنے ہیں ان سے ہمارے منصوبے کی تشکیل میں مدد ملی ہے۔ ہماری نئی خصوصی نمائندہ، فرح پنڈت، بڑے پیمانے پر متعدد مقامات کا دورہ کر رہی ہیں اور واپس آکر وہ ان لوگوں کے خیالات سے ہمیں آگاہ کر رہی ہیں جو بہتر زندگی کی امید پر زندہ ہیں اور اس کے لیے کام کر رہے ہیں۔

اب ہماری توجہ تین وسیع شعبوں پر ہے جن کے بارے میں ہمارا خیال ہے کہ ان میں امریکہ کی مدد سے تبدیلی آ سکتی ہے۔ ان میں سے پہلا شعبہ متعدد برسوں تک ہونے والے کام اور تحقیق کے نتیجے میں ہمارے سامنے آیا ہے۔ جب آپ اس علاقے، یا دنیا میں کسی بھی علاقے کے لوگوں سے پوچھتے ہیں کہ آپ کی سب سے بڑی پریشانی کیا ہے، اور وہ کیا چیز ہے جو آپ مستقبل میں مختلف طریقے سے ہوتے دیکھنا چاہتے ہیں، تو بہت بڑی اکثریت کا جواب یہ ہوتا ہے کہ “میں بہتر روزگار چاہتا ہوں۔ میں زیادہ آمدنی چاہتا ہوں۔ میں اپنے خاندان، خاص طور سے اپنے بچوں کے لیے، زیادہ مواقع چاہتا ہوں۔” یہ جواب ہر معاشرے میں ملے گا، وہ معاشرہ چاہے کہیں بھی آباد ہو۔

میں اکثر کہتی ہیں کہ اگرچہ صلاحیتیں عالمگیر ہیں، لیکن سب کو ایک جیسے مواقع نہیں ملتے۔ اسی لیے ہم نے تدریج ترقی کی مواقع پیدا کرنے کا عزم کیا تا کہ اس علاقے کے لوگوں کی بے انتہا صلاحیتوں کو ترقی دی جا سکے۔ اگلے سال کے شروع میں، صدر واشنگٹن میں کاروباری شخصیتوں کے سربراہ اجلاس کی میزبانی کریں گے تا کہ ایسے لوگوں کو یکجا کیا جا سکے جو اپنے خاندانوں کی مدد کے لیے، چھوٹے کاروباری اداروں کی تشکیل میں، ان کے کاروبار کو وسعت دینے، اور جو صلاحیتیں ان میں موجود ہیں ان سے آمدنی پیدا کرنے کے لیے کوشاں ہیں۔

ہم نے اس سربراہ کانفرنس کے لیے ایک ویب سائٹ لانچ کی ہے۔ اس کا پتہ ہے www.entrepreneurship.gov/summit میں آپ کو دعوت دیتی ہوں کہ آپ ایسے مندوبین کے نام پیش کریں جو اس سربراہ کانفرنس میں شرکت سے فائدہ اٹھا سکیں۔ براہ مہربانی ایجنٹ کے موضوعات پر اپنے تیسرے بھی فراہم کیجیے، کیونکہ یہ سربراہ کانفرنس اس علاقے میں کاروباری سرگرمیوں کو پھیلانے میں مدد دینے کی وسیع تر کوشش کا حصہ ہے، جس میں کاروبار کو ترقی دینے کے ایک مرکز کا قیام بھی شامل ہے۔ مجھے یہ امید بھی ہے کہ ہم مل جل کر، عملی طور پر ایک کاروباری نیٹ ورک لانچ کر سکتے ہیں جس کے ذریعے علاقے میں اور اس کے باہر بھی، اس قسم کی سرگرمیوں میں مصروف لوگ رابطہ قائم کر سکتے ہیں۔

بے شمار ایسی تجاویز ہیں جو اس لیے ختم ہو جاتی ہیں کیونکہ انہیں مارکیٹ میں لانے کے لیے حالات سازگار نہیں ہوتے۔ بہت سے لوگ ہیں جو روزانہ سخت محنت کرتے ہیں اور اپنی اس سخت محنت کا خاطر خواہ فائدہ نہیں اٹھا سکتے۔ آپ جانتے ہیں کہ ہم پہلے ہی اس علاقے میں، اربوں ڈالر کی رقم براہ راست امدادی پروگراموں کو دے رہے ہیں۔ ان میں یمن میں کمیونٹی میں روزگار کے پروگرام سے لے کر اردن میں نوجوانوں کو روزگار فراہم کرنے کا پروگرام اور یہاں مراکش میں ہمارے کام تک، سبھی کچھ شامل ہیں۔

ہم نے مراکش میں ملینیم چیلنج کارپوریشن کمپیکٹ کے ذریعے ستر کروڑ ڈالر کی سرمایہ کاری کی ہے۔ یہ وہ طریقہ ہے جس پر ہم کام کر رہے ہیں اور جو ترقی کر رہا ہے اور جس میں ہماری حکومت اور ایک ملک کے لوگوں کی حکومت کے درمیان شراکت داری ہے۔ اس کیس میں وہ ملک مراکش ہے جہاں ہم کہتے ہیں کہ یہ ہمارا کام نہیں ہے کہ ہم آپ کو بتائیں کہ آپ کو ہم سے کیا چاہیے، بلکہ ہم یہاں آپ سے یہ پوچھنے آئے ہیں کہ ہم آپ کے مقاصد کے حصول میں آپ کی مدد کے لیے کیا کر سکتے ہیں۔ اس کیس میں، ہم زراعت کے دو شعبوں میں مدد دے رہے ہیں۔ پہل دار درختوں کے فارم اور چھوٹے پیمانے پر ماہی پروری۔ نیز دستکاری اور مالیاتی خدمات اور کاروباری سہولتوں کو بہتر بنانا۔ بار بار ہم چھوٹے اور درمیانے سائز کے کاروباری اداروں سے، جنہیں مالیاتی امداد نہیں ملتی، یہ بات سنتے ہیں کہ انہیں وہ ٹیکنیکل امداد دستیاب نہیں ہے جس سے ان کے کاروبار کو ترقی مل سکتی ہے۔ پس، مراکش کی حکومت کے ساتھ کام کرتے ہوئے، ہم یہ امید کر رہے ہیں کہ ہم نچلی سطح پر بڑے پیمانے پر اقتصادی ترقی کے پھلنے پھولنے میں واقعی کہیں زیادہ مدد دے سکیں گے، اور پھر اس کے نتیجے میں نیچے سے اوپر تک خوشحالی کا دور دورہ ہوگا۔

ہمارا دوسرا شعبہ سائنس اور ٹکنالوجی میں ترقی کا ہو گا۔ یہ وہ چیز ہے جس کے بارے میں ہم نے آپ میں سے بہت سے لوگوں سے سنا ہے کہ اس سے روزگار کے مواقع پیدا ہونے اور عالمی چیلنجوں کا مقابلہ کرنے میں مدد ملتی ہے۔ یہ کوئی ایسی چیز نہیں ہے جو آپ جانتے نہ ہوں؛ یہ تو آپ کی تاریخ ہے۔ یہ اسلامی دنیا ہی تھی جس نے سائنس اور طب میں ترقی کی راہ دکھائی۔ بہت سی ٹکنالوجی اور سائنس جس کے بارے میں ہم آج سوچتے بھی نہیں، اس کی ترقی اسلامی دنیا ہی کی رہیں منت ہے۔ اور اب ہمیں عالمی چیلنجوں کا سامنا ہے۔ ہم پانی کے مسائل کو کیسے حل کریں؟ ہم آب و ہوا کے بحران کا حل کیسے تلاش کریں؟ ہم بیماری کا خاتمہ کیسے کریں؟ تو بات یہ ہے کہ ہم آپ کے معاشروں کی طرف دیکھنا چاہتے ہیں، اور ہم چاہتے ہیں کہ ہم مسلمان اکثریتی آبادی والے علاقوں کی مدد کریں تا کہ سائنس، ٹکنالوجی اور ایجاد و اختراع کے ذریعے، اقتصادی، سماجی اور ماحولیاتی چیلنجوں کے مقابلے کرنے کی صلاحیت اور گنجائش پیدا کریں۔

امریکی محکمہ خارجہ نے سائنسی مندوبین کا ایک پروگرام قائم کیا ہے، اور مجھے یہ اعلان کرتے ہوئے خوشی ہو رہی ہے کہ اولین مندوب امریکہ کے تین چوٹی کے سائنسدان ہوں گے: Dr. Bruce Albert جو ہماری نیشنل اکیڈمی آف سائنسز کے سابق صدر ہیں؛ Dr. Elias Zerhouni جو ہمارے نیشنل انسٹی ٹیوٹس آف ہیلتھ کے سابق ڈائریکٹر ہیں؛ اور Dr. Ahmad Zawawi نوبل انعام یافتہ کیمسٹ ہیں۔ ان تینوں سائنسدانوں نے شمالی افریقہ، مشرق وسطیٰ، جنوبی اور جنوب مشرقی ایشیا کا سفر کرنے پر رضامندی ظاہر کی ہے تا کہ صدر اوباما کے اس حکم کی تعمیل ہو سکے کہ تعاون پر مبنی سائنسی اور تکنیکی کام کو فروغ دیا جائے۔ محکمہ خارجہ ہمارے سفارت خانوں میں ماحولیات، سائنس، ٹکنالوجی، اور صحت کے افسروں کے عہدوں کو بھی وسعت دے گا۔ ان اقدامات کے لینے مالی وسائل کی فراہمی کی غرض سے، The United States Overseas Private Investment Corporation جسے OPIC کہتے ہیں، ٹکنالوجی اور ایجاد و اختراع کا ایک فنڈ شروع کر رہی ہے۔

ہماری دلچسپی کا تیسرا شعبہ تعلیم ہے۔ گذشتہ ہفتے میں نے پاکستان میں اعلیٰ تعلیم کے ایک پروگرام کے لینے ہمارے ملک کی مدد کا اعلان کیا۔ ہم نے ایک اور پروگرام بھی شروع کیا ہے جس کے تحت امریکہ کے کمیونٹی کالجوں اور مسلمان آبادیوں کے تعلیمی اداروں کے ساتھ، معلومات کے تبادلے، اور روزگار کے بہتر مواقع کے لینے طالب علموں کو تربیت دینے میں شراکت داری کو مدد دی جائے گی۔ ہم اپنے تعلیمی وظائف کے پروگرام کو بھی وسعت دے رہے ہیں خاص طور سے ایسے سیکنڈری اسکولوں کے طالب علموں کے لینے جو مناسب سہولتوں سے محروم ہیں۔ ہمارا ایک انتہائی کامیاب تعلیمی پروگرام Access کہلاتا ہے۔ اس پروگرام کے تحت غریب بستیوں میں رہنے والے ذہین طالب علموں کو انگریزی زبان کی تعلیم دی جاتی ہے۔ میں ذاتی طور پر اس پروگرام کو پسند کرتی ہوں، اور اسے مزید وسائل فراہم کرنے کے طریقے تلاش کرتی رہتی ہوں کیوں کہ میں نے خود دیکھا ہے کہ یہ پروگرام کتنا مفید ہے۔

اس سال کے شروع میں، میں نے رملہ میں ایک Access کلاس روم کا دورہ کیا۔ میں جب کلاس میں داخل ہوئی تو وہاں عورتوں کی تاریخ کے مہینے پر زوردار بحث ہو رہی تھی۔ ان طالب علموں کا تعلق تعلیم یافتہ خاندانوں سے نہیں تھا، لیکن ان طالب علموں کی آرزوئیں اور امنگیں وہی تھیں جو ہم اپنے فلسطینی ساتھی، فلسطینی وزیر خارجہ کے منہ سے، خود ان کے اپنے بیٹے کے بارے میں سُن چکے تھے۔ ہم ایسے طالب علموں کے لینے اور زیادہ مواقع پیدا کرنا چاہتے ہیں تا کہ ان جیسے طالب علم اپنی خدا داد صلاحیتوں کو بروئے کار لا سکیں۔

اس مرحلے پر میں ایک اور متعلقہ ترجیح کا ذکر کروں گی۔ وہ ہے عورتوں کو با اختیار بنانا۔ جیسا کہ میں نے کہا ہے، اور جیسا کہ آپ میں سے کچھ لوگ پرسوں سے جانتے ہیں، اور صدر اوباما نے بھی قاہرہ میں کہا تھا، کہ کوئی ملک صحیح معنوں میں ترقی نہیں کر سکتا یا اپنے صلاحیتوں کا پورا فائدہ اٹھا سکتا ہے، جب اس کی نصف آبادی پیچھے رہ جائے۔ جب چھوٹی چھوٹی بچیوں کو تعلیم کے ایک جیسے مواقع نہیں دیے جاتے، تو ہم یہ اندازہ بھی نہیں لگا سکتے کہ ہم کیا کچھ گنوا رہے ہیں کیوں یہ بچیاں اپنے ملک کی نشو و نما اور ترقی میں ہاتھ نہیں بٹا سکیں گی۔

امریکہ نے پہلی بار سفیر Melanne Verveer کو عورتوں کے عالمی مسائل کے بارے میں خصوصی سفیر مقرر کیا ہے۔ گذشتہ سال کے Forum for the Future میں سیاسی، اقتصادی، تعلیمی، قانونی، اور ثقافتی، تمام شعبوں میں عورتوں کے اختیارات کی ترقی میں مدد دینے کے لینے، ایک علاقائی جینئر انسٹی ٹیوٹ کے قیام کا جو مطالبہ کیا گیا تھا، ہم اس کی پُر زور حمایت کرتے ہیں۔ اور اس اقدام کو جلد ہی شروع کرنے کے لینے، ہم حکومتوں اور سول معاشروں کے ساتھ مل کر کام کرنے کے منتظر ہیں۔ اور اس کام کو ترجیحی طور پر کرنے کے لینے ہم ابتدائی فنڈز فراہم کریں گے۔

ہم ساری دنیا میں سول سوسائٹی کی مدد کے متلاشی ہیں کیوں کہ ہم سمجھتے ہیں کہ سول سوسائٹی کمیونٹیوں کو زیادہ خوشحال اور مستحکم بنانے میں مدد دیتی ہے۔ اس سے اقتصادی ترقی کو مہمیز ملتی ہے جس سے زیادہ سے زیادہ لوگوں کو فائدہ پہنچتا ہے۔ اور سول سوسائٹی میں سیاسی ادارے چوکے اور ان لوگوں کے سامنے جوابدہ ہوتے ہیں جن کی وہ خدمت کرتے ہیں۔ اسی لینے امریکہ سول سوسائٹی 2.0 نامی ایک اقدام شروع کر رہا ہے۔ اس منظم کوشش سے سول سوسائٹی کی تنظیموں کو نئی ٹکنالوجیاں ملنے لگیں گی۔ ہم پیداواری گنجائش بڑھانے میں مدد کے لینے ڈیجیٹل ٹکنالوجی اور کمیونیکیشنز کے ماہرین بھیجیں گے۔

غرض صدر اوباما کے ذہن میں نئے تعلق کا جو تصور ہے، ان چند طریقوں کے ذریعے امریکہ اس کے حصول کی کوشش کر رہا ہے۔ ہمارے کام کی بنیاد یہ ہے کہ مخصوص نظریوں کو فروغ دینے کے بجائے، افراد کو با اختیار بنایا جائے۔ دوسروں کے خیالات سننے جائیں اور انہیں قبول کیا جائے بجائے اس کے کہ اپنے خیالات دوسروں پر مسلط کر دیے جائیں، اور ایسی شراکت داریوں کی جستجو کی جائے جو پائیدار اور وسیع البنیاد ہوں۔ ہم سمجھتے ہیں کہ ہمارے اختلافات کے باوجود، بہت سی چیزیں ہیں جو ہمیں متحد کرتی ہیں۔ ہر جگہ ماں اور باپ اپنی بیٹیوں اور بیٹوں کے لینے حفاظت اور مواقع کے طلبگار ہیں۔ ہر جگہ لوگ یہ چاہتے ہیں کہ وہ جن فیصلوں سے متاثر ہوتے ہیں، ان کی تشکیل میں

ان کا بھی کوئی کردار ہو، وہ اپنی جن ضرورتوں کا اظہار کریں، ان کے لیڈر انہیں سنیں، اور انہیں اپنا مستقبل خود متعین کرنے میں ان کی مدد کریں۔

میں یہ بات بھی واضح کرنا چاہتی ہوں کہ امریکہ مشرق وسطیٰ میں جامع امن کے لینے پر عزم ہے۔ میں جانتی ہوں کہ یہ معاملہ ان ملکوں کے لینے جن کی نمائندگی یہاں ہو رہی ہے، اور اس علاقے سے بہت دور بھی، بڑی اہمیت اور تشویش کا باعث ہے۔ ہم دو ریاستوں پر مبنی حل کے لینے پر عزم ہیں، اور ہم نے اس مقصد کے حصول کا تہیہ کر رکھا ہے، یہ بات اہم ہے کہ ہم سب اسی مقصد کے لینے کام کریں۔ اور میرے خیال میں اس کے لینے ضروری ہے کہ ہم جو کچھ کہتے ہیں، تمام فریق اس کے بارے میں محتاط ہوں۔ ایک دوسرے پر الزام تراشی کی بات سمجھ میں آتی ہے، لیکن جامع امن کے مشترکہ مقصد کی طرف، ہمیں تعمیری جذبے کے ساتھ مل جُل کر کام کرنا چاہیے۔

مجھے بھر پور یقین ہے کہ یہ مقصد حاصل کیا جا سکتا ہے۔ میں سمجھتی ہوں کہ صدر اوباما نے جو پختہ عزم کیا ہے، اس کا شعور موجود ہے۔ اور میں سمجھتی ہوں کہ آپ کی مدد سے، ہم ایک مشکل اور الجھی ہوئی تاریخ میں سے جو اکثر اس انتہائی اہم معاملے میں پیش رفت کی راہ میں حائل ہو جاتی ہے، کوئی راہ نکال سکتے ہیں۔ ایسے ملکوں کے لیڈروں کی حیثیت سے جن کا اس معاملے میں بہت کچھ داؤ پر لگا ہوا ہے، اور جنہیں حتمی حیثیت کے ان مسائل کے بارے میں جنہیں طے کیا جانا ضروری ہے، سخت تشویش ہے، میں آپ سے یہی کہوں گی کہ ذرا سوچیں کہ ہم میں سے ہر ایک اس عزم و حوصلے کا کس طرح مظاہرہ کر سکتا ہے جو پیش رفت کے لینے ضروری ہے۔ یہ صحیح ہے کہ ہم ماضی سے اپنی وفاداری قائم رکھ سکتے ہیں، لیکن ہم ماضی کو تبدیل نہیں کر سکتے۔ ہم اس کے بارے میں چاہے جو کچھ بھی کہیں، ماضی بہت پیچھے رہ گیا ہے۔ یا ہم یہ کر سکتے ہیں کہ مل جُل کر کام کریں اور صدر اوباما کے تصور اور جوش و جذبے کا ساتھ دیں تا کہ ہم ایسا مستقبل تشکیل دے سکیں جو فلسطینیوں اور اسرائیلی خاندانوں، دونوں کے بچوں کے لینے کہیں بہتر ہو گا۔ مجھے امید ہے کہ ہم مل جُل کر ایسی ایک بہتر دنیا کی تشکیل میں کامیاب ہو سکتے ہیں، کیوں کہ میں جانتی ہوں اگر ہم کامیاب ہو گئے تو ہمارے سامنے کتنا شاندار مستقبل ہو گا۔

میں مستقبل کے بارے میں اس فورم کا انعقاد کرنے پر آپ کی ممنون ہوں کیوں کہ ہمیں مل جُل کر اسی کا تعین کرنا ہے۔ اور قاہرہ میں صدر اوباما کی تقریر میں جو تصور پیش کیا گیا تھا، میں اس کو مزید آگے بڑھانے کے موقعے، اور ٹھوس اقدامات اور ان کے مخصوص نتائج کو پیش کرنے کے موقعے کی بھی قدر کرتی ہوں جو ضروری ہیں، چاہے وہ قیام امن ہو، روزگار کے مواقع پیدا کرنا ہو، یا بچوں کو تعلیم دینا ہو، تا کہ ہم جن لوگوں کی نمائندگی کرتے ہیں، وہ اپنی زندگی میں بہتری آتے دیکھ سکیں، کیوں کہ بالآخر ہم سب اسی مقصد کے حصول کا عزم رکھتے ہیں۔ آپ کا بے حد شکریہ۔ (تالیاں)